سنت ہی راہِ نجات ہے!

مولانا عبدالصمد
محراب پور، سندھ

ترکِ سنت اور سنت کو ہلکا سمجھنے کا انجام کیا نکلتا ہے، اس کے متعلق شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''جو شخص آداب میں سستی کرتا ہے، وہ سنت سے محرومی کی مصیبت میں مبتلا کیا جائے گا اور جو سنت میں سستی کرتا ہے اور اُسے ہلکا سمجھتا ہے، وہ فرائض کے چھوٹنے کی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور جو فرائض میں سستی کرتا ہے اور اُسے خفیف سمجھتا ہے، وہ معرفتِ الٰہی سے محروم رہتا ہے۔''

''من تھاون بالآداب عوقب بحرمان السنة، ومن تھاون بالسنة عوقب بحرمان الفرائض، ومن تھاون بالفرائض عوقب بحرمان المعرفة .'' (عزیزی، ج:۱،ص:۹۸۴)

سنت

''وہ کام جس کو نبی کریم ﷺ، خلفاء راشدینؓ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا ہو اور اس کی تاکید کی ہو۔'' (فتاویٰ رحیمیہ، ج:۱،ص:۱۹۱)

مسئلہ

سنتِ مؤکدہ کو ترک کرنا مکروہِ تحریمی ہے اور سنتِ غیر مؤکدہ کو ترک کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔ (ردالمحتار، ج:۱،ص:۴۳۹)

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا '' (سورۃ الاحزاب:۲۱)

''تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ کی سیرت) میں عمدہ نمونہ موجود ہے اس شخص کے لیے جو

اللہ اور روزِ آخرت کی اُمید رکھتا ہے (اللہ کے ثواب، اس کی ملاقات اور نعمتِ آخرت کا امیدوار ہے) اور اللہ کی بہت یاد کرتا ہے۔''

فائدہ:..... رسول اللہ ﷺ کی ذات منبع البرکات بہترین نمونہ ہے، چاہیے کہ ہر معاملہ، ہر ایک حرکت وسکون اور نشست وبرخاست میں ان کے نقشِ قدم پر چلیں اور ہمت واستقلال وغیرہ میں ان کی چال سیکھیں۔ (عثانی:۵۵۹)

''وَمَآاٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ'' (الحشر:۷)

''اور جو دے تم کو رسول (ﷺ) سو تم لے لو اور جس چیز سے منع کرے سو چھوڑ دو اور ڈرتے رہو اللہ سے، بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔''

فائدہ:..... یعنی مال جائداد وغیرہ جس طرح پیغمبر اللہ کے حکم سے تقسیم کرے اُسے بخوشی ورغبت قبول کرلو، جو ملے لے لو، جس سے روکا جائے رُک جاؤ اور اسی طرح اس کے تمام احکام اور اوامر ونواہی کی پابندی رکھو۔ (عثانی:۷۲۵)

۳:-''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ'' (آل عمران:۳۱)

فائدہ:..... اطاعت' فرمانبرداری اور حکم ماننے کو کہتے ہیں۔ اتباع اپنے مقتدا کے پیچھے چلنے کو اور اس کی راہ اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔ غیر مسلمین کو تو اس آیت میں تنبیہ ہے ہی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بھی تنبیہ ہے جو اللہ کے ساتھ محبت کے بھی دعویدار ہیں اور نبی کریم ﷺ کی محبت کا بھی بڑھ چڑھ کر دعویٰ کرتے ہیں، لیکن نبی کریم ﷺ کی اتباع اور اطاعت سے دور ہیں، کاروبار بھی حرام ہے، پھر بھی اللہ ورسول ﷺ سے محبت ہے۔ داڑھی منڈی ہوئی ہے، پھر بھی محبت کا دعویٰ ہے۔ لباس نصرانیوں کا ہے، پھر بھی مدعیانِ محبت ہیں۔ ملکوں کو کافروں کے قوانین کے مطابق چلاتے ہیں، پھر بھی محبت کرنے والے ہیں۔ یہ محبت نہیں، محبت کا دھوکا ہے اور جھوٹا دعویٰ ہے۔ (انوار البیان، ج:۲،ص:۴۳)

ا:- امام بیہقیؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت حسان بن عطیہؒ (جو ایک شامی ثقہ تابعی ہیں) سے روایت نقل کی ہے کہ:

''حضرت جبرئیل علیہ السلام جس طرح امام انبیاء ﷺ پر قرآن کریم لے کر نازل ہوتے تھے، اسی طرح سنتوں کے احکام بھی لے کر آتے تھے۔'' (فتح الباری، ج:۱۳،ص:۲۹۱)

۲:۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''میری اُمت جنت میں داخل ہوگی، مگر وہ شخص جس نے انکار کیا اور سرکشی کی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، پھر پوچھا گیا: وہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا اور سرکشی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جس شخص نے میری اطاعت اور فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا اور سرکشی کی۔'' (مشکوۃ، ج:۱،ص:۲۷۔ بخاری، ج:۲،ص:۱۰۸۱)

۳:۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ:
''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پورا مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس دین وشریعت کے تابع نہیں ہوتیں جس کو میں خدا کی جانب سے لایا ہوں۔'' (مشکوۃ، ج:۱،ص:۳۰)

۴:۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:
''جس شخص نے میری سنت کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔'' (مشکوۃ، ج:۱،ص:۳۰)

۵:۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:
''میری اُمت کے بگڑنے اور فساد کرنے کے وقت جس شخص نے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا اُس کو سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ملے گا۔'' (مشکوۃ: ج۱ص۳۰)

فائدہ:..... حدیث پاک میں شہید سے مراد وہ شہید ہے جو احیاءِ دین کے لیے کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوجائے، بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر ہوگا، چنانچہ ملاعلی قاریؒ لکھتے ہیں:

''كالشهيد المقاتل مع الكفار لإحياء الدين بل أكثر.'' (مرقاۃ المفاتیح، ج:۱،ص:۲۵۰)

فائدہ:..... اس کو سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب کیوں ملتا ہے؟ اس کے متعلق شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی اچھی بات تحریر فرمائی ہے:

''کیوں کہ شہیدِ حقیقی کو جو کفار کے مقابلہ میں لڑ کر شہید ہو، زخم کی تکلیف ایک بار اُٹھانی ہوتی ہے، اس واسطے وہ ایک شہید کا ثواب پاتا ہے اور یہ شخص جو ایسے زمانے میں کہ کفار اور فساق کا غلبہ ہورہا ہے، سنتِ نبوی پر چلنے میں ہر طرف طعن وتشنیع کے زخم سے ہر دم جراحتِ جسمانی اور روحانی کے الم اور رنج میں گرفتار رہتا ہے، اس لیے اس کو سو (۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ملے گا اور ہمیشہ مومنین نے مفسدین اور بے دینوں کے ہاتھ سے اس طرح کی تکلیف پائی ہے، جیسا کہ فرمایا حضور ﷺ نے:

''أشد الناس بلاء الأنبياء ثم الأمثل فالأمثل.'' (اربعین فی سنۃ المرسلین، ص:۴۰۳)

۶:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم یہود کی حدیثیں سنتے ہیں اور وہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہوتی ہیں، کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم ان میں سے بعض کو لکھ لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: کیا تم بھی اسی طرح حیران ہو جس طرح یہود و نصاریٰ حیران ہیں؟ جان لو کہ بلا شبہ میں تمہارے پاس صاف و روشن شریعت لایا ہوں، اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری پیروی پر مجبور ہوتے:

’’ولو کان موسٰی حیا ما وسعه إلا اتباعي .‘‘ (مشکوٰۃ، ج:۱،ص:۳۰)

فائدہ:..... ’’ماوسعه إلا اتباعي‘‘ یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو اقوال و افعال میں وہ بھی میری ہی پیروی کرتے تو پھر میرے ہوتے ہوئے یہود سے تمہارے لیے فائدہ حاصل کرنا کیسے جائز ہوگا؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۔‘‘[آلِ عمران:۸۱] (مشکوٰۃ، ج:۱،ص:۳۱)

۷:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑیں، جب تک تم اُن کو پکڑے رہوگے ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے، وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ہیں:

’’ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله.‘‘

(مشکوٰۃ، ج:۱،ص:۳۱)

۸:- حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جب کوئی قوم دین میں نئی بات نکالتی ہے (یعنی ایسی بدعت جو سنت کے مزاحم ہو) تو اس کی مثل ایک سنت اُٹھالی جاتی ہے، لہٰذا سنت کو مضبوط پکڑنا نئی بات نکالنے سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ، ج:۱،ص:۳۱)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: پھر وہ سنت قیامت تک اس کی طرف واپس نہیں کی جاتی، یعنی وہ اس سنت کی برکت سے ہمیشہ کے لیے محروم ہوجاتی ہے۔ (دارمی، ج:۱،ص:۴۵)

فائدہ:..... سید جمال الدینؒ سے منقول ہے کہ: اس میں حکمت یہ ہے کہ جس نے آدابِ سنت کی رعایت کی، مثلاً اس کا بیت الخلاء جانا بھی آدابِ سنت کے مطابق ہے تو خدا کی جانب سے یہ توفیق دی جاتی ہے کہ وہ اس سے اعلیٰ سنت پر عمل کرے، چنانچہ توفیقِ الٰہی کا وہی نورِ اعلیٰ مقامات کی طرف اس کی راہ نمائی کرتا رہتا ہے، آخرکار وہ منزلِ مقصود تک جا پہنچتا ہے اور جو شخص کسی معمولی سنت کو بھی ترک

کرتا ہے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے اندر یہ خامی پیدا ہو جاتی ہے، وہ دوسری اعلیٰ وافضل چیزوں کو بھی ترک کرتا رہتا ہے اور اس کی سلامتیِ قلب ترکِ سنت کی ظلمت میں پھنس کر تنزل کرتی رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ مقام' مقامِ رَین وطبع تک جا گرتا ہے۔'' (مظاہرِ حق جدید، ج:۱،ص:۲۱۶)

فائدہ:..... ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر بڑی اچھی بات کہی ہے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کسل وسستی کی وجہ سے سنت کو ترک کرنا ملامت وعقاب کا باعث ہے اور سنت کو نا قابلِ اعتناء سمجھ کر اس پر عمل کرنا معصیت اور عذابِ خداوندی کا سبب ہے اور سنت کا انکار بدعتی ہونے کا اظہار ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج:۱،ص:۲۵۶)

۹:-نیز حدیث پاک میں ہے کہ جس نے میری سنت کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ چار باتوں سے اس کی تکریم کرے گا:

①:-نیک لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کرے گا۔

②:-فاجر بدکار لوگوں کے دلوں میں ہیبت ڈال دے گا۔

③:-رزق میں کشادگی کرے گا۔

④:-دین میں پختگی نصیب فرمائے گا۔ (شرح شرعۃ الاسلام لسید علی زادہ،ص:۸)

۱۰:-حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے، پھر نہایت بلیغ اور موٴثر انداز میں وعظ فرمایا، جس کی وجہ سے حاضرین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور دل لرز اُٹھے، ایک صحابیؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو گویا رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے، ہمیں اور بھی نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم کو تقویٰ اختیار کرنے اور سننے وفرمانبرداری کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ تمہارا امیر حبشی غلام ہو، تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، ایسے حالات میں تم پر لازم ہے کہ تم اس طریقے پر جمے رہو جو میرا طریقہ ہے اور میرے بعد ان خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے جو ہدایت یافتہ ہیں، تم اس کو مضبوطی سے پکڑو اور داڑھوں سے مضبوطی سے پکڑلو، اور ہر بدعت سے پوری طرح پرہیز کرو، اس لیے کہ دین میں ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (مشکوۃ، ج:۱،ص:۲۹)

۱۱:-امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو روز پکارتا ہے کہ کوئی سنت کے خلاف کرے گا تو اس کو حضور ﷺ کی شفاعت حاصل نہ ہوگی اور جو شخص سنت کے خلاف بدعت کو ایجاد کرتا ہے اس کی نسبت دوسرے گناہ گار سے ایسی ہے جیسے کسی بادشاہ کی سلطنت کا تختہ اُلٹنے والا کہ اگر کوئی شخص بادشاہ کے کسی ایک حکم میں خلاف

ورزی کرے تو بادشاہ کبھی تقصیر معاف کر دیتا ہے، مگر سلطنت کے درہم برہم کرنے والے کو معاف نہیں کرتا۔ یہی حال بدعت ایجاد کرنے والے کا ہے کہ وہ باغیِ سنت ہے۔'' (احیاء العلوم، ج:۱،ص:۸۷)

۱۲:۔امام نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی، اس نے کہا: ''الحمد لله والسلام علی رسول الله'' یہ زائد کلمہ ''والسلام علی رسول الله'' اپنے مفہوم کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے، مگر اس موقع پر چونکہ حضور ﷺ نے یہ پڑھنے کی تعلیم نہیں دی، اس لیے اس اضافے کو ناپسند کرتے ہوئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: حضور ﷺ نے اس طرح تعلیم نہیں فرمائی، بلکہ اس موقع پر آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ اس طرح کہے: ''الحمد لله علی کل حال .'' (مشکوۃ، باب العطاس، ج:۲،ص:۴۰۶)

۱۳:۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جس نے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ جنت میں داخل ہوگا: '' من تمسك بالسنة دخل الجنة .''

(کنز العمال، ج:۱،ص:۱۵۵)

۱۴:۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: چھ قسم کے لوگ ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں، ان میں سے ایک '' التارك لسنتي '' یعنی میری سنت کو چھوڑنے والا ہے۔ (مستدرک حاکم، ج:۱،ص:۳۲)

۱۵:۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: میری امت کے اختلاف کے زمانے میں سنت کو جس شخص نے مضبوطی سے پکڑا وہ ایسا ہے جیسے کہ اس نے آگ کی چنگاری ہاتھ میں لی:

''المتمسك بسنتي عند اختلاف أمتي كأنه تقابض على الجمر .'' (کنز العمال، ج:۱،ص:۱۵۵)

۱۶:۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ: مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر میری موجودگی میں تمہارے پاس حضرت یوسف علیہ السلام تشریف لائے اور تم اس کی پیروی کر کے مجھے چھوڑ دو تو گمراہ ہو جاؤ۔ (کنز العمال، ج:۱،ص:۱۱۳)

۱۷:۔آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب غصہ آئے تو اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ، غصہ جاتا رہے گا۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ باغ میں پانی دے رہے تھے، ایک شخص نے ایسی حرکت کی کہ نالی کی پال ٹوٹ گئی اور پانی باہر نکل کر بہنے لگا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا، مگر فوراً آنحضرت ﷺ کا ارشاد یاد آگیا، آپؓ کیچڑ اور پانی میں بیٹھ گئے، سارے کپڑے لت پت ہو گئے، مگر آپ ﷺ کے ارشادِ گرامی کی تکمیل میں تاخیر برداشت نہیں کی۔ (مسند امام احمد، ج:۱،ص:۱۵۲)

۱۸:- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قول بلا عمل کے درست نہیں اور قول وعمل صحیح نیت کے بغیر قبول نہیں اور قول وعمل اور نیت کے مقبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ سنت کے موافق ہو۔

(کنز العمال، ج:۱،ص:۱۳۵)

۱۹:- امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عید کے دن عید گاہ میں نمازِ عید سے پہلے ایک شخص کو نفل نماز پڑھنے سے روک دیا، اس نے کہا کہ: اے امیر المومنین! مجھے اُمید ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے پر عذاب نہ دے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مجھے بھی یقین ہے کہ آنحضور ﷺ نے جو کام نہیں کیا یا کرنے کی ترغیب نہیں دی ہے وہ کام عبث ہوگا اور بے کار اور بے فائدہ ہے، پس ڈر ہے کہ حضور ﷺ کے طریقے سے مخالفت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب دے۔ (مجالس الابرار،ص:۱۲۹، فتاویٰ رحیمیہ، ج:۲،ص:۱۳۵)

۲۰:- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ مذاکرات کے لیے تشریف لے گئے تو اپنے چچازاد بھائی کے پاس رات کو قیام فرمایا اور صبح مذاکرات کے لیے روانہ ہوئے تو چچازاد بھائی ابان بن سعید بن العاص نے کہا کہ آپ شلوار ٹخنوں سے نیچے کریں، کیونکہ اہلِ عرب اس کو ناپسند کرتے ہیں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شلوار سنت کے مطابق نصف ساق (آدھی پنڈلی) تک ہوتی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: میں یہ کام نہیں کرسکتا، کیونکہ ہمارے آقا ﷺ کا اِزار اسی طرح ہوتا ہے، اس کو چاہے کوئی اچھا سمجھے یا برا سمجھے، مذاق اُڑائے یا اس پر طعنے کسے، میں اس کو چھوڑنے والا نہیں۔ (کنز العمال، ج:۱۵،ص:۱۹۲)

۲۱:- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مدینہ پاک سے مکہ مکرمہ جاتے تو ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا کرتے تھے، کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو آپؓ نے فرمایا کہ: میں نے آپ ﷺ کو یہاں آرام فرماتے دیکھا تھا، اس لیے میں بھی آپ ﷺ کی اتباع کرتا ہوں۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کی بے حد اتباع کرتے تھے، ایک درخت کے نیچے آپ ﷺ نے آرام فرمایا تھا، آپ ﷺ اس درخت کی بڑی نگہداشت کرتے اور اُسے پانی دیا کرتے تھے، تاکہ وہ خشک نہ ہوجائے۔ (کنز العمال)

۲۲:- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حشامہ بن ساحق کنعانی رضی اللہ عنہ کو روم بھیجا، وہ فرماتے ہیں کہ: میں ہرقل روم کے دربار میں پہنچا اور بے خیالی میں سونے کی کرسی پر بیٹھ گیا، اچانک مجھے خیال آیا کہ کرسی پر بیٹھا ہوں، فوراً اُتر گئے، ہرقل روم ہنسنے لگا اور کہا کہ ہم نے تمہارا اکرام کیا تھا اور تم اُتر گئے، میں نے جواب میں کہا کہ: ’’إني سمعت رسول الله ﷺ ینھٰی عن مثل ھٰذا‘‘ میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (کنز العمال، ج:۷،ص:۸۵)

۲۳:۔آنحضرت ﷺ کی تعلیم ہے کہ کھانے کی کوئی چیز اگر زمین پر گر جائے تو اس کو چھوڑے نہیں کہ یہ کفرانِ نعمت ہے۔شیطان اس سے خوش ہوتا ہے،تم شیطان کو خوش مت کرو، بلکہ نوالہ گر گیا ہے تو اس کو اُٹھا کر کھالو اور مٹی لگ گئی ہے تو اسے صاف کر کے باقی کھالو۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے شاہی دربار میں نوالہ اُٹھایا تو کسی نے اعتراض کیا تو فرمایا کہ: ''أ أترك سنة حبيبي لهؤلاء الحمقاء.'' (سنتِ حبیب ﷺ، ص:۲۱۷)

۲۴:۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''إن السنة مثل سفينة نوح من ركبها نجٰى ومن تخلف غرق.'' (شمائل، ص:۴۳)

سنت کی پیروی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہوگیا اس نے نجات پائی اور جو رہ گیا وہ غرق ہوگیا،یعنی ضلالت اور گمراہی کے گڑھے میں گر گیا۔

(فتاویٰ رحیمیہ، ج:۲،ص:۱۹۴۔شمائل،ص:۴۳)

۲۵:۔امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی زیارت کی اور فرمایا کہ: اے عبدالرحمٰن !امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔میں نے عرض کیا: یا اللہ! آپ کے فضل وکرم سے کرتا ہوں، پھر میں نے کہا: اے رب! مجھے اسلام پر موت نصیب فرما، تو ارشاد ہوا: ''وعلى السنة'' اور سنت پر موت آئے، اس کی بھی دعا کرو۔ (تلبیسِ ابلیس،ص:۹۔شمائل،ص:۴۴۔فتاویٰ رحیمیہ، ج:۲،ص:۱۹۴)

۲۶:۔امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کا اتباعِ سنت کا عجیب واقعہ ہے، ایک مرتبہ آپ دریا کے کنارے کھڑے تھے، دریا میں آدھے فرلانگ پر بڑے پانی میں جہاز کھڑا تھا، اس جہاز میں ایک شخص کو چھینک آئی اور آواز امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کے کان میں پڑی، آپ نے تین درہم میں کشتی کرائے پر لی، اس میں بیٹھ کر جہاز تک پہنچے اور وہاں جاکر اسے ''یرحمك الله'' کہا، حالانکہ شرعاً وجوبِ جواب کے لیے مجلس کی قید ہے اور یہاں مجلس نہیں تھی، غیب سے آواز آئی، اے ابوداود! آج تین درہم میں تم نے جنت خرید لی۔ (زبدۃ المقصود فی حل قال ابوداود،ص:۳۶)

۲۷:۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: مجھ کو عالم خواب میں ارشاد ہوا: '' تمن عليّ ابن ادریس!'' یعنی مجھ سے کچھ تمنا کرو اے ادریس کے بیٹے!۔ میں نے عرض کیا: '' أمتني على الإسلام'' مجھے اسلام پر موت نصیب فرما۔ارشاد ہوا: '' وقل و على السنة'' اسلام کے ساتھ سنت پر بھی مرنے کی تمنا کیجئے۔ (فتاویٰ رحیمہ، ج:۲،ص:۱۳۰)

۲۸:۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اتباعِ سنت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''أساس الخير متابعة النبي ﷺ في قوله وفعله'' یعنی سب خوبیوں کی جڑ جناب رسول اللہ ﷺ کا اتباع ہے آپ کے قول میں بھی اور آپ کے فعل میں بھی۔ (الفتح الربانی، ص:۸۴۳، مجلس، ص:۵۹)

۲۹:- پیشوائے طریقت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: واصل الی اللہ ہونے کے بے شمار طریقے ہیں اور راستے ہیں، مگر مخلوق کے لیے تمام راستے بند ہیں، اس کے لیے صرف وہی راستہ کھلا ہوا ہے جو اتباعِ رسول اللہ ﷺ کی شاہراہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ، ج:۲، ص:۲۹۶)

۳۰:- سنت کی اہمیت کے بارے میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عجیب واقعہ ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک بزرگ چشتیہ حاضر ہوکر عرض کرنے لگے: مجھ کو کئی سال نسبتِ حق میں قبض تھا، آپ کے خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قبض کی شکایت کی تو حضرت خواجہؒ کی توجہ اور دعاء سے میری حالت بسط سے بدل گئی، آپ بھی کچھ توجہ فرمائیں، کیونکہ حضرت خواجہؒ نے اپنے تمام خلفاء اور مریدین کو آپ کے حوالے کردیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جواب میں فرمایا: میرے پاس تو اتباعِ سنت کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ سنتے ہی ان بزرگ پر حال طاری ہوا اور کثرتِ نسبت اور قوتِ باطنی کے اثرات سے سرہند کی زمین جنبش کرنے لگی۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم سے فرمایا کہ طاق میں سے مسواک اُٹھالاؤ، آپ نے مسواک کو زمین پر ٹیک دیا، اسی وقت زمین ساکن ہوگئی اور ان بزرگ کی کیفیت جذبی بھی جاتی رہی۔ اس کے بعد آپؒ نے فرمایا اس بزرگ سے کہ: تمہاری کرامت سے زمینِ سرہند جنبش میں آگئی اور اگر فقیر دعا کرے تو ان شاء اللہ سرہند شریف کے مردے زندہ ہوجائیں، لیکن میں تمہاری اس کرامت اور اپنی اس کرامت سے اثناء وضو میں بطریقِ سنت مسواک کرنا بدرجہا افضل جانتا ہوں۔ (فتاویٰ رحیمیہ، ج:۲، ص:۱۹۵)

۳۱:- قطب الاقطاب حضرت حماد اللہ ہالیجوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: عمل کے مقبول ہونے کی تین شرائط ہیں:

۱:- عقیدہ کا درست ہونا ۲:- حضور ﷺ کی سنت کی پیروی ۳:- اخلاص

جب عقیدے صحیح نہیں ہوں گے تو تمام نیکیاں برباد ہوجائیں گی اور اگر عقیدے صحیح ہوں، لیکن عمل میں اتباعِ سنت نہ ہو، وہ عمل ضائع ہوجائیں گے، کیونکہ ہر عمل میں اتباعِ سنت لازم ہے اور اگر عقیدے بھی درست ہوں، سنت کے مطابق ہوں، لیکن اخلاص نہ ہو تو وہ عمل بھی برباد ہوجائے گا، کیونکہ ریا عمل کو ختم کردیتا ہے۔ (تحفۃ السالکین، ص:۲۱۷)

دعا ہے کہ اللہ پاک ہم سب مسلمانوں کو پوری زندگی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔